انڈویجوئل لینڈ
انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

یورپین یونین

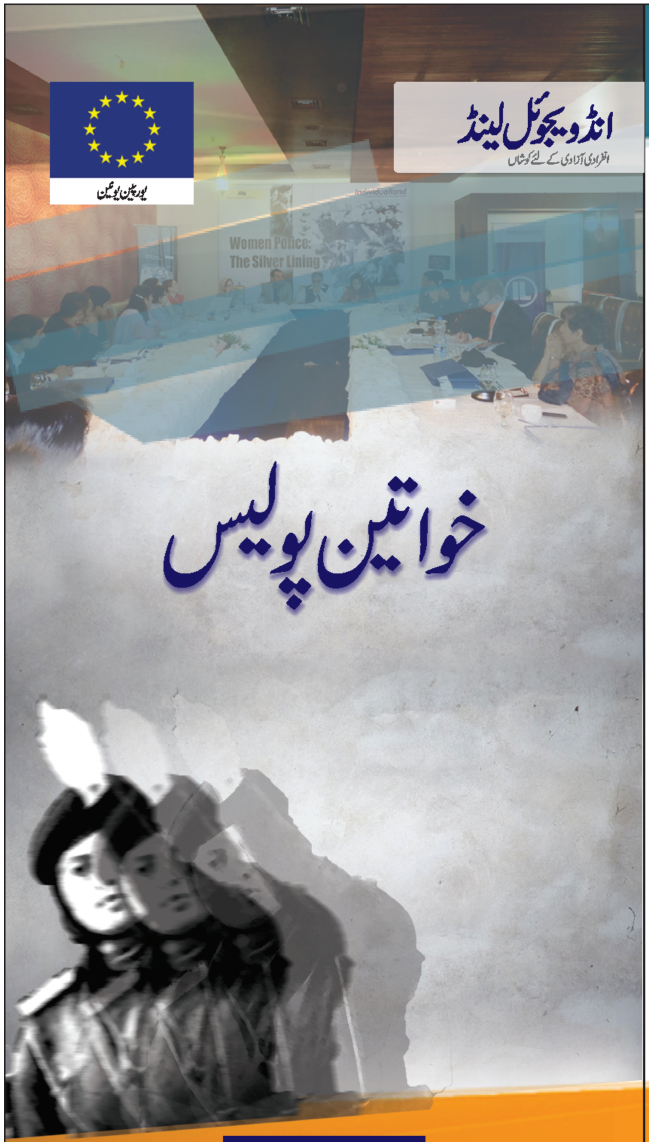

خواتین پولیس

in collaboration with

Friedrich Naumann STIFTUNG FÜR DIE FREIHEIT

۲۰۱۵ء کے خواتین پولیس سے متعلق اعداد و شمار کے مطابق

پنجاب میں ۱۴-۲۰۱۵ء میں ۱۱۱ خواتین سب انسپکٹر بھرتی کی گئیں ہیں

خیبر پختونخواہ میں ۷ خواتین ڈپٹی سپرانٹنڈنٹ پولیس، ۴ انسپکٹر، ۲ سب انسپکٹرز، ۵ اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ۱۷ ہیڈ کانسٹیبلز اور ۴۲۷ کانسٹیبلز موجود ہیں

بلوچستان میں ۱ ڈی ایس پی، ۱۴ کمپیوٹر آپریٹرز، ۱ سب انسپکٹر، ۱۲ اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ۹ ہیڈ کانسٹیبلز اور ۶۶ کانسٹیبلز موجود ہیں

اسلام آباد میں ۱ سب انسپکٹر، ۱۱۰ اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ۲۶ ہیڈ کانسٹیبلز اور ۱۵۷ کانسٹیبلز موجود ہیں

آزاد جموہ کشمیر کی خواتین کے لیے سینکشن تعداد میں ۱ انسپکٹر، ۶ سب انسپکٹرز، ۶ اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ۷ ہیڈ کانسٹیبلز، اور ۸۰ کانسٹیبلز ہیں۔

پاکستان ریلوے میں ۱۲ اپر دویژن کلرک خواتین، ۲ لوئر ڈویژن کلرک، ۱۲ اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ۷ ہیڈ کانسٹیبلز اور ۱۴۶ کانسٹیبلز موجود ہیں۔

سفارشات

خواتین پولیس کو بچوں اور خواتین سے متعلق کیسوں تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ عام تھانوں میں بھی خواتین ایس ایچ او اور افسران کو مردوں کے شانہ بشانہ تعینات کیا جائے۔

خواتین کی پولیس میں نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے انہیں مراعات دی جانی چاہیں۔

خواتین کے ترقی، تبادلے اور تربیت کے مسائل کو حل کیا جانا چاہیے۔

پولیس کی ملازمتوں میں خواتین کے لیے ۱۰ فیصد کوٹہ ناکافی ہے کم سے کم ۳۰ فیصد کوٹہ مقرر کیا جانا چاہیئے تاکہ ملک کی نصف سے زائد آبادی کو خدمات فراہم کی جاسکیں۔

خواتین کے لیے آسامیاں ہونی چاہیں، ان کو اعلیٰ عہدوں پر اور پالیسی بنانے کی سطح پر بھی فائز کیا جائے۔

ملک میں موجود خواتین کے تھانوں کو فعال بنایا جائے تاکہ ہر طرح کے کیس درج ہو سکیں نیز ان تھانوں میں ماہر تفتیشی اسٹاف کو بھی تعینات کیا جائے۔

ہر پولیس اسٹیشن میں خواتین کمپلینٹ سیلز کا قیام عمل میں لایا جائے، اور پولیس اسٹیشنز کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنایا جائے۔

خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ تعینات کیا جائے تاکہ کمیونٹی پولیسنگ کو بہتر بنایا جاسکے۔

پولیس کے محکمے، قانون ساز اداروں، سول سوسائٹی اور میڈیا کو خواتین کے اہم کردار کو اجاگر کرنے کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔

خواتین پولیس کو مردوں کے ساتھ تعینات کیا جائے تاکہ ماحول میں بہتری لائی جاسکے اور خواتین پولیس مرد پولیس اہلکاروں کے تجربے سے سیکھ سکیں۔

خواتین پولیس کے لیے بنیادی ضروریات کو یقینی بنایا جائے، اس کے علاوہ خواتین کے لیے ٹرانسپورٹ کی سہولیات کو یقینی بنایا جائے۔

یہ بروشر یورپی یونین کے تعاون سے تشکیل دیا گیا ہے، شائع شدہ مواد کی تمام تر زمہ داری انڈویجوئل لینڈ کی ہے، اس میں یورپی یونین کے خیالات کی عکاسی نہیں کی جا رہی۔

Find us
Individualland
Individualland

contact@individualland.com
www.individualland.com

انڈوبجوئل لینڈ کی جانب سے منعقد کروائے گئے سروے اور خواتین پولیس کے حوالے سے تحقیق کے بعد بے شمار مطالبات اور حقائق سامنے آئے، خواتین پولیس کے بارے میں عوام اور پولیس اہلکاروں کی کیا رائے ہے؟ خواتین کی پولیس میں نمائندگی کیوں اہم ہے؟ لوگ خواتین کے تھانوں اور پولیس میں خواتین کی موجودگی کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں وہ حقیقت بھی سامنے آئی۔

آپ کے مطالبات درج ذیل ہیں:

تشدد سے متاثرہ خواتین سے تفتیش کے لیے خواتین پولیس موجود ہوں

خواتین اور بچوں کے لیے الگ تھانہ یا کمپلینٹ سیل ہو

تھانوں کے ماحول اور پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے

ان سب مطالبات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم پولیس کے محکمے میں خواتین کی نمائندگی کی اہمیت سے آگاہ ہوں

خواتین کے لیے پولیس کا محکمہ اہم کیوں؟

پاکستان کی نصف سے زیادہ آبادی خواتین کی ہے ان کو بہتر خدمات فراہم کرنے کے لیے پولیس کے شعبے میں خواتین کی نمائندگی نہایت اہم ہے۔ خواتین کی پولیس کے محکمے میں نمائندگی صنفی بنیادوں پر ظلم وتشدد، بڑھتی ہوئی آبادی اور مجموعی طور پر ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے ضروری ہوچکی ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ ملزم اور متاثرہ خواتین اور بچوں سے تفتیش، چھاپہ مارنے کی صورت میں خاتون پولیس اہلکار کا ساتھ ہونا، لاک اپ اور جیل میں خاتون پولیس کا موجود ہونا، بنیادی خدمات سرانجام دینے سکیورٹی اور ایمرجنسی ڈیوٹیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خواتین کی پولیس میں موجودگی نہایت ضروری ہے۔ خواتین پولیس کے محکمے میں ۱۹۵۲ء سے کام کررہی ہیں لیکن پھر بھی ان کی پولیس کے محکمے میں تعداد پولیس کے محکمے کی کل تعداد کا ایک فیصد سے بھی کم ہیں۔

خواتین پولیس سے متعلق معلومات

پورے پاکستان میں خواتین پولیس کے محکمے میں کانسٹیبل سے لے کر ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے عہدے تک کام کررہی ہیں، خواتین کے لیے ۱۹ الگ تھانے ہیں اور کمپلیٹ سیل بھی ہیں اس کے علاوہ خواتین عام تھانوں میں بھی تعینات ہیں۔ پورے پاکستان میں خواتین پولیس کن حالات میں کہاں اور کن عہدوں پر کام کررہی ہیں اس کے بارے میں اہم معلومات درج ذیل ہے:

اعلیٰ عہدوں کی بات کی جائے تو پولیس کے محکمے میں ایک خاتون ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور ۲۰ اسسٹنٹ سپرانٹنڈنٹ پولیس آفیسرز موجود ہیں۔

پشاور، ایبٹ آباد، حیدرآباد، لاڑکانہ، میرپورخاص، اسلام آباد، لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، گلگت، اسکردو، ہنزہ، دیامر، غذر، گانچے اور استور میں ایک ایک جبکہ کراچی میں تین خواتین کے تھانے موجود ہیں۔

خیبر پختونخواہ کے مختلف تھانوں میں تقریباً ۲۶ خواتین کے لیے کمپلینٹ سیل قائم کیے گئے ہیں جبکہ پشاور اور ایبٹ آباد میں خواتین کے تھانوں میں ایف آئی آر درج کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے۔

کوئٹہ میں خواتین کے لیے رپورٹنگ سنٹر موجود ہے جبکہ بلوچستان میں خواتین کے لیے الگ تھانہ نہیں ہے۔

کراچی اور جنوبی پنجاب کے چند عام تھانوں میں خواتین ایس ایچ او کو تعینات کیا گیا ہے۔

بھرتی کے وقت خواتین کے لیے مختلف فزیکل معیارات رکھے جاتے ہیں لیکن پولیس کے محکمے میں اس کے علاوہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے بنائی گئی پالیسیوں پر عمل درآمد نہیں ہورہا۔

۲۰۱۴ء میں پنجاب کی بھرتیوں میں ۵۷ خواتین سب انسپکٹر بھرتی کی گئیں جو کہ کل بھرتیوں کا تقریباً ۱۷ فیصد ہیں اور ۲۰۱۵ء میں ۳۶ خواتین سب انسپکٹر بھرتی ہوئیں جو کہ کل بھرتیوں کو تقریباً ۱۳ فیصد ہیں۔

پنجاب پولیس میں خواتین کے لیے ۱۵ فیصد کوٹہ، بلوچستان میں ۵ فیصد کوٹہ، جبکہ دیگر صوبوں میں خواتین کے لیے ۱۰ فیصد کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔

پولیس کے محکمے میں ایسی خواتین بھی موجود ہیں جن کو تربیت لینے کے باوجود بیس سال سے زیادہ عرصے سے ایک دفعہ بھی ترقی نہیں ملی۔

پولیس کی ڈیوٹی چوبیس گھنٹے پر مشتمل ہے لیکن خواتین کے لیے دن اور رات میں الگ شفٹ کی سہولت موجود ہے، جبکہ ایمرجنسی اور تہواروں پر ڈیوٹی کے اوقات بڑھا دیے جاتے ہیں۔

سکھر میں خواتین کے لیے پولیس اسٹیشن کی بنیاد رکھی گئی تھی لیکن وہاں نہایت خستہ حال میں دو کمروں پر مشتمل کمپلینٹ سیل موجود ہے۔

گلگت بلتستان میں خواتین پولیس اہلکار پولیس اسکولوں میں اساتذہ کی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

میرپور خاص خواتین کے تھانے کو دی گئی پرانی عمارت میں دیگر سہولیات کے ساتھ ساتھ واش روم کی سہولت بھی موجود نہیں ہے۔